(من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها وأجر من عمل بها......)[رواه مسلم] انسان کسی بھی علم یا فن میں سے جس قدر بھی حاصل کرتا ہے، ان تمام میں بتدریج مختلف اساتذہ کی عرق ریزیوں کا کم وبیش دخل ضرور ہوتا ہے۔لیکن استاد مکرم مولانا عبدالخالق رحمہ اللہ سے حاصل شدہ اس فن میں ان ہی کی جانفشانی کے ثمرات نہایت واضح ہیں۔جس میں شراکت کم ہی پائی جاتی ہے۔

اس اجمال کی وضاحت یہ ہے کہ جامعہ دارالعلوم اور قرب وجوار کے تعلیمی اداروں میں جس بچے اور بچی نے بھی خوش نویسی کا ہنر سیکھا، وہ سب بلا واسطہ یا بالواسطہ آپ رحمہ اللہ کی محنت وشفقت کا ثمرہ ہے۔اوران شاء اللہ یہ خوبی نسل درنسل منتقل ہوتی رہے گی، جو موصوف کا صدقہ جاریہ ہے۔

راقم کو سکرد و گھر اور ہائی سکول سے لے کر جامعہ دارالعلوم، مڈل سکول غواڑی اور مسجد ومحلّہ ملاعبدلپی میں آپ کی شاگردی، فیلوشپ، امامت اور پڑوس کا موقع ملا ہے۔آپ عام معاملات کے بالکل برعکس نمبراندازی میں انتہائی کفایت شعار تھے۔ثانیہ ثانویہ کے امتحان کے بعد بتلایا:''یہ میری زندگی کا پہلا اور آخری 100 نمبر ہے''۔خوشنویسی سکھانے کا بیحد شوق تھا۔طلباء کے قلم بھی خود تراشتے اور کلاس کے علاوہ سٹاف روم، برآمدہ اور گھر میں بھی غرض ہر وقت مشق دینے اور اصلاح کرنے میں بزبان حال ''ہم تو مائل بہ کرم ہیں......'' کی صدا لگاتے رہتے۔أجزل الله مثوبته وتقبل منه حسناته وأجرى له صدقاته وأسكنه فسيح جناته

(عبدالوہاب خان سیکرٹری مجلّہ)

☆☆☆☆☆☆☆

طب نبوی

''پیٹ کا ایک تہائی حصہ کھانے کے لئے، ایک تہائی پانی کے لئے، ایک تہائی حصہ سانس کے لئے رکھیں۔'' (حدیث)

امام قرطبی اندلسی "شرح الاسماء" نامی کتاب میں فرماتے ہیں:''**لو سمع سقراط بهذه القسمة لعجب من هذه الحكمة**'' اگر سقراط حکیم اس تقسیم کو سن لیتے تو ضرور اس حکمت پر حیران رہ جاتا۔

ابن حجر رقمطراز ہیں:''ان کا خصوصی طور پر اس لئے ذکر فرمایا کہ یہ کسی بھی حیوان کی زندگی کے اسباب وذرائع ہیں، نیز پیٹ میں ان کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں جاتی۔'' (فتح الباری، باب من اکل حتی شبع)

سوانح علمائے اہل حدیث [۲]

آہ ......! مولانا علیم ناصری رحمۃ اللہ علیہ بھی داغ مفارقت دے گئے

عبدالرحیم روزی

1919ء 31دسمبر2005ء

مولانا علیم ناصری رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق التراث کے ساتھ مشفق ومہربان باپ کا تھا۔مجلّہ التراث جب علم وتحقیق کی دنیا میں آنے لگا تو ہزاروں کلومیٹر دور لاہور کی اس عظیم شخصیت کا سایہ عاطفت حاصل رہا۔متعدد شماروں پر مجلّہ ''الاعتصام'' کے''تبصرہ کتب'' کالم کے ذریعے محبت وعقیدت کے ملے جلے الفاظ میں تبصرہ فرمایا۔جزاہ اللہ خیر الجزاء

اس طرح قارئین کے دل ودماغ میں التراث کی محبت جاگزیں کرنے کے ساتھ ساتھ اسکی تشہیر کی بھرپور کوشش بھی فرمائی۔بعض مضامین کا نام لے کر وہ تعریف فرمائی کہ مجھ جیسے فروتر مضمون نگار پر بھی ''ان البغاث بارضنا یستنسر'' صادق آنے لگی۔ہم بخوبی جانتے ہیں کہ ہمیں حوصلہ دینا اور ڈھارس بندھانا مقصود تھا۔

مولانا علیم ناصریؒ کا ایک اور احسان اور صدقہ جاریہ مجلّہ التراث پر یہ ہے کہ نہ صرف نئے شعراء کے کلام کی تصحیح فرماتے ، بلکہ علم عروض کے مطابق تقطیع وغیرہ کے ذریعے فنی قواعد سے بھی آگاہ فرماتے ۔

آپ التراث کی انتظامیہ سے ملنے کے اور ہم ان سے ملنے کے شدید خواہاں تھے مگر:

کیف الوصول الی سعاد ودونها ‏ ‏ ‏ ‏ قلل الجبال ودونهن حتوف

کے مصداق یہ دو آتشہ شوق وتمنا حسرتِ ناتمام بن کر رہ گئی۔﴿وکان امر اللہ قدرا مقدورا﴾

مرحوم ومغفور نے مجلّہ التراث سے اپنے تعلق کو مزید مہمیز کرنے کے لئے اپنی عظیم شاہکار کتاب'' شاہنامہ بالاکوٹ'' عنایت فرمائی تھی، جو بزبانِ حال یہ صدا لگا رہی ہے:

سورج ہوں، زندگی کی رمق چھوڑ جاؤں گا ‏ ‏ ‏ ‏ میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

مولانا ممدوح اپنی تعلیمی زندگی کے آغاز ہی سے فارسی اور اردو شاعری کا ذوق رکھتے تھے،متاعِ حیات کا کچھ حصہ عسکری بن کر'' جھپٹنے پلٹنے اور پلٹ کر جھپٹنے'' کی کاوش میں گزارا۔اسی دوران جنگ عظیم دوئم میں حصہ لیا۔قیام پاکستان کے بعد جہادِ کشمیر میں دادِ شجاعت دیتے رہے۔

آپ کی خودنوشت'' ہما خاکم کہ ہستم'' کے مطابق شیخ محمد اکرام مرحوم کی کتاب'' موجِ کوثر'' پڑھی تو تحریک جہاد نے بہت